۱۲۸

۲۱/۱۱/۴۳ھ

۹۱/۲۵۴، ۲۵۵

باسمہ تعالیٰ

(۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ ایک مدرسہ کا ملازم موٹر سائیکل یا سائیکل لے کر گیا کہیں کھڑی کر دی موٹر سائیکل میں چابی لگی ہوئی تھی یا سائیکل میں چابی بھی لگی ہوئی تھی اس کی اس سستی کی وجہ سے کوئی چوری کر کے لے گیا۔ کیا یہ موٹر سائیکل یا سائیکل اس سے ضمان میں لی جائے گی؟ اور کیا اس کی قیمت جب موٹر سائیکل یا سائیکل مدرسہ میں آئی تھی وہ قیمت لی جائے گی یا جو اس کی قیمت موجودہ تھی۔

(۲) ایک استاذ موٹر سائیکل مدرسہ کے کام سے یا اپنے کام سے کہیں لے کر جا رہے تھے راستے میں ڈاکو کھڑے تھے وہ موٹر سائیکل یا سائیکل ڈاکوؤں نے اس سے چھین لی کیا اس پر اس موٹر سائیکل کی قیمت دینی لازم ہے یا نہیں اگر لازم ہے تو اس موٹر سائیکل کی موجودہ قیمت یا وہ قیمت جس ٹائم مدرسہ والوں نے وہ موٹر سائیکل لی تھی۔ المستفتی عبد الجبار

بینوا بالبرہان توجروا عند الرحمان

0300-33 42185

مدرسہ مدینۃ العلوم سالانی روڈ محراب پور سندھ

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ اگر نقصان بھروانا جائز ہے تو مدرسہ کا خادم یا استاذ سے کون نقصان کی بھرائی کروائے اور اگر نقصان بھروانا جائز نہیں ہے تو پھر اسکا کیا حل ہوگا کہ دوبارہ ایسا نقصان نہ ہو۔

الجواب باسم ملہم الصواب

مدرسہ کا ملازم اجیر خاص ہوتا ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ اس کے پاس مدرسہ کی اشیاء بطور امانت ہوتی ہیں، اگر وہ ان کے استعمال میں پوری احتیاط برتے اور اس کے باوجود وہ ضائع ہو جائیں تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر استعمال کے وقت ان اشیاء کی حفاظت میں کوتاہی کرے تو وہ ضامن ہوگا۔

لہذا پہلی صورت میں جب مدرسہ کے ملازم نے موٹر سائیکل میں ہی چابی لگی چھوڑ دی تو یہ اس کی غفلت اور تعدی شمار ہوگی، اور چوری ہو جانے کی صورت میں موٹر سائیکل

.... جاری ہے

Scanned by CamScanner

کی بازار میں موجودہ قیمت کا ضمان ہوگا۔

٢ـــــ استاذِ مدرسہ اگر کسی ایسے راستے سے گیا جہاں عام آمد و رفت ہوتی ہے، اور عموماً چور ڈاکوؤں سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا تو اس راستے میں سفر کرتے ہوئے موٹر سائیکل ڈاکوؤں نے چھین لی تو اس صورت میں استاذ پر ضمان نہیں آئے گا۔

٣ـــــ اصل چیز اموالِ موقوفہ کی ذمہ داری سے حفاظت کرنا ہے، اسی لیے جس صورت میں غافل کی تعدی نہ پائی جائے اس میں شریعت کی طرف سے بھی اس پر ضمان نہیں آتا۔ چنانچہ ملازمینِ مدرسہ کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا جائے، اور اگر پھر بھی ان کی لاپرواہی سامنے آئے تو شریعت کی طرف سے بھی ان پر ضمان لازم ہو جاتا ہے۔

وحكم أجير الوحد أنه أمين في قولهم جميعا حتى إن ما هلك من عمله لا ضمان عليه فيه إلا إذا خالف فيه والخلاف أن يأمر بعمل فيعمل غيره فيضمن ما تولد منه حينئذ هكذا في شرح الطحاوي.

(الفتاوى العالمگيرية، كتاب الإجارة، الباب الثامن والعشرون، ١/٥٠٠، رشيدية)

الأجير الخاص لا يضمن إلا بالتعدي. والمتعدي هو الذي يفعل بالوديعة ما لا يرضى به المودع، عناية.

(تنقيح الفتاوى الحامدية: كتاب الإجارة، ٢/١٥٢، حقانية، پشاور)

(شرح المجلة لخالد الأتاسي، كتاب الإجارة، م: ٦٠٩، ٦١٠، ١/٦١٥، ٦١٧، رشيدية)

(رد المحتار، كتاب الإجارة، مطلب: ليس للأجير الخاص أن يصلي النافلة، ٦/ ١١٩، رشيدية)

رجل استأجر دابة ليذهب بها إلى موضع معلوم فأخبر أن في الطريق لصوصا فلم يلتفت إلى ذلك فذهب فأخذه اللصوص وذهبوا بالدابة، قال الفقيه أبو بكر: إن كان الناس يسلكون هذا الطريق مع هذا الخبر بدوابهم وأموالهم فلا ضمان وإلا فهو ضامن.

(الفتاوى العالمگيرية، كتاب الإجارة، الباب السابع والعشرون في مسائل الضمانات، ٤/٤٩٧، رشيدية)

(كذا في تنقيح الفتاوى الحامدية: كتاب الإجارة، ٢/ ١٥١، حقانية، پشاور)

نزل المستأجر عن الدابة في سكة ودخل المسجد ليصلي وخلّى عنها فضاعت كان ضامنا. قالوا: هذا إذا لم يربطها وإن ربطها لا يضمن لأنه لا بدّ له من ذلك.

(مجمع الضمانات، الباب الخامس، باب مسائل الإجارة، الأول ضمان الدواب، ص٣٠، دار الكتب العلمية، بيروت)

فقط

والله تعالى أعلم بالصواب

الجواب صحیح
[illegible] عفی عنہ
٢٨/١١/٣٠ھ

الجواب صحیح
محمد یوسف [illegible]
٢٨/١١/٣٠ھ

کتبہ:
محمد راشد ڈسکوی
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية، كراتشي
٢٦/١١/٣٠ھ